REGD No. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۲۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل ربوہ

یوم سہ شنبہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ
فی پرچہ ۱۱ر

جلد ۴۷/۱۲ | ۲۴ احسان ۱۳۳۷ ہش ۲۴ جون ۱۹۵۸ء | نمبر ۱۴۶

جماعت احمدیہ کو مصر اور شام میں ہرگز خلاف قانون قرار نہیں دیا گیا

سراسر مبالغہ آمیز اور گمراہ کن افواہوں کی تردید

دمشق میں ہمارے دار التبلیغ کے بند ہونے کے متعلق بعض پاکستانی اخبارات میں وقتاً فوقتاً جو افواہیں شائع ہوئی ہیں بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اس بارہ میں احباب جماعت کو صحیح حالات سے آگاہ کیا جائے:

جماعت احمدیہ کا مرکز شام میں شاغور زاویۃ الحصنی دمشق میں واقع ہے زاویۃ الحصنی جیسا کہ اس نام سے ظاہر ہے ہمارے مبلغ انچارج سید منیر الحصنی صاحب کے آباء و اجداد کی جائیداد ہے جو وقف آرڈی ننس کے تحت رجسٹرڈ ہے وہاں کے بعض شرپسند عناصر نے مدیر الاوقاف کو اکسایا جس پر انہوں نے وقف آرڈی ننس ایکٹ کے ماتحت زاویہ کو مقفل کرا دیا چنانچہ مدیر الاوقاف کے اس اقدام کے خلاف وہاں کی سپریم کورٹ کو توجہ دلائی گئی جس پر کورٹ نے Stay Order دے دیا اور لکھا کہ اگر منیر الحصنی کے خلاف کوئی شکایات ہیں تو اس کا فیصلہ خود کورٹ نے کرنا ہے۔ اس لئے زاویہ کی چیزوں کو ضبط نہ کیا جائے۔ یہ بات سراسر غلط ہے کہ صدر متحدہ عرب جمہوریہ کرنل جمال عبد الناصر نے مصر اور شام میں جماعت احمدیہ کو خلاف قانون جماعت قرار دیا ہے۔ حال ہی میں ہمارے مبلغ انچارج سید منیر الحصنی نے کرنل جمال عبد الناصر کو بعض کتابیں بھجوائی ہیں۔ جس پر کرنل صاحب نے نہ صرف ان کا شکریہ ادا کیا۔ بلکہ اس بات کا بھی اظہار کیا کہ عوام بھی ان کتابوں سے فائدہ اٹھائیں۔ انکا خط شام کے مشہور اخبار "صوت العرب" مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۵۸ء میں شائع ہوا ہے۔

اس سے قارئین پر واضح ہو جائیگا کہ جو کچھ اخبارات میں افواہیں اس سلسلہ میں شائع ہوتی رہی ہیں وہ سراسر مبالغہ آمیز اور گمراہ کن ہیں۔ اس ضمن میں ایک اور واقعہ بھی ہوا ہے جس کا ان اخبارات نے عمداً ذکر نہیں کیا۔ بعض شریر لوگوں کی شکایت پر سید سلیم حسن الجابی (جو حال ہی میں ربوہ میں تعلیم حاصل کر کے واپس اپنے وطن شام گئے ہیں) کے گھر پر پولیس نے چھاپہ مارا۔ اور سلسلہ کی بعض کتب لے گئے۔ جب مجسٹریٹ کے سامنے ان کو پیش کیا گیا۔ تو مجسٹریٹ نے نہ صرف انہیں بری کر دیا۔ بلکہ کہا کہ اس میں کوئی بات اسلام کی تعلیم کے خلاف نہیں اور جماعت احمدیہ کو ایک اسلامی جماعت قرار دیا۔

(وکالت تبشیر)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

مری ۲۱ جون (بذریعہ فون) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج کی اطلاع مظہر ہے کہ

طبیعت نسبتاً اچھی ہے

احباب حضور کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں

ربوہ ۲۳ جون۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طبیعت کل نسبتاً بہتر رہی حرارت بھی کم رہی اور بلڈ پریشر بھی کم تھا۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

استقبال

مکرم مسعود احمد صاحب واثر پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی (غانا مغربی افریقہ) مورخہ ۲۴ جون ۱۹۵۸ء کی شام کو چناب ایکسپریس کے ذریعہ ربوہ پہنچ رہے ہیں۔ احباب وقت مقررہ پر پہنچکر استقبال میں شریک ہوں۔

سیدہ شاہ محمد صاحب ۲۴ جون کو عازم انڈونیشیا ہو رہے ہیں

احباب اسٹیشن پر پہنچکر انہیں دلی دعاؤں سے رخصت کریں

ربوہ ۲۳ جون۔ رئیس التبلیغ انڈونیشیا مکرم جناب سیدہ شاہ محمد صاحب انڈونیشیا واپس تشریف لے جانے کے لئے ۲۴ جون بروز منگل صبح چناب ایکسپریس سے کراچی تشریف لے جا رہے ہیں

احباب وقت مقررہ پر اسٹیشن پہنچکر دلی دعاؤں اور نیک تمناؤں کے ساتھ آپ کو رخصت کریں۔

صاحبزادی امۃ الحلیم صاحبہ سلمہا کی صحت کے متعلق خاص دعا کی تحریک

صاحبزادی امۃ الحلیم صاحبہ بنت حضرت مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج کا دو ہفتہ قبل لاہور میں اپریشن ہوا تھا کی طبیعت تا حال ناساز ہے۔ بخار میں صرف ایک دن کمی ہوئی تھی۔ اس کے بعد Septic ہو کر دوبارہ بخار ہو گیا۔ اب ٹمپریچر ۱۰۳ تک ہو جاتا ہے۔ گھبراہٹ کی بھی بہت شکایت ہے۔ بزرگان سلسلہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام دیگر احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ صاحبزادی صاحبہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خاص توجہ سے دعائیں کریں۔

نیز صاحبزادی امۃ الحلیم صاحبہ سلمہا کی صحت کے متعلق تشویش کے باعث حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت بھی ناساز ہے۔ احباب جماعت حضرت سیدہ موصوفہ کی صحت اور درازیٔ عمر کے لئے بھی دعا فرمائیں (غلام محمد اختر ناظر اعلیٰ ثانی)

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل ایل بی
مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۴ جون ۱۹۵۵ء

احمدیت کا صحیح موقف

اکبری منڈی لاہور کے صوفی نذیر احمد صاحب بھی بڑے دلچسپ آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ آپ کو یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ اسلام میں تمام فرقے مٹ کر صرف ایک جماعت بن جائے خیال تو یہ بہت اچھا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اسلام آیا ہی اس لئے ہے کہ تمام دنیا کے انسانوں کو ایک وحدت کے رشتہ میں پرو دے۔ اسلام نے ایک خدا ایک کتاب ایک رسول کا تصور پیش کر کے اسی وحدت کے اصول کی گویا بنیادی اینٹ رکھی ہے یہ تو ہے اسلام کا نقطۂ نظر جو آج سے تیرہ چودہ سو سال پہلے قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسوۂ حسنہ سے بطور نمونہ دکھایا ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ قرآن کریم کا یہی اصول آج نئی تہذیب کے علمبرداروں کے بھی زیر بحث آتا جا رہا ہے چنانچہ بہت سے مغربی دانشمند دنیا میں واحد حکومت کے قیام کی نہ صرف خواہش رکھتے ہیں۔ بلکہ اس کو حاصل کرنے کے لئے حتی الوسع جدوجہد بھی کر رہے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ دنیا میں ایک وقت ضرور ایسا آتا ہے۔ جبکہ تمام دنیا پر اسلامی اصول کے مطابق حکومت ہوگی۔ اور تمام دنیا کا معاشرہ اسلامی ہوگا۔ چنانچہ ہمارے ایمان کی بنیاد کلام اللہ ہے جہاں فرمایا ہے کہ

هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله

الغرض یہ وقت آتا ہے اور ضرور آتا ہے اسی زمین پر آتا ہے۔ اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ البتہ ایک اہم سوال جو پیدا ہو سکتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے موجودہ باہمی اختلافات نے پیش نظر یہ وہ کس طریقے سے قریب لایا جا سکتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ دو مسلمان جو ایک ہی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں نہ صرف فروعات کے تصور میں اختلاف رکھتے ہیں۔ بلکہ بنیادی باتوں میں بھی ان کے تصورات ایک ہی سانچے میں ڈھلے ہوئے نہیں جو بات فطری ہے۔ اگر یہ درست ہے تو سوال یہ ہے کہ ان اختلافات کا کیا کیا جائے۔ اس کے متعلق دو تصور ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ تمام فرقوں کو یکدم مٹا کر ایک جماعت بنا دی جائے۔ دوسرا یہ کہ اختلافات کے باوجود باہم اسلام کے اصول لا اکراہ فی الدین پر عمل کیا جائے۔ ان دونوں میں سے اول الذکر ناممکن العمل ہے۔ البتہ دوسرا طریق قابل عمل ہے۔

جماعت احمدیہ کا مشن یہ بھی ہے۔ کہ مسلمانوں کے تمام فرقوں کے درمیان باہم رواداری کا اسلامی اصول قائم کیا جائے ہم صوفی صاحب کے تعلق میں الفضل میں پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ کہ مختلف فرقوں کے عقائدی اختلافات کسی اور طریقے سے ہموار نہیں کئے جا سکتے۔ ایک عقیدہ جسکو کوئی شخص اپنا واحد ذریعہ نجات مانتا ہے اس کو فوراً کس طرح چھوڑ سکتا ہے لہذا مسلمانوں کو ایک محاذ پر لانے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ ذریعہ قرآن کریم ہی نے بتلایا ہے۔ جو یہ ہے کہ جہاں خدا اور رسول اور معاد کا ذکر ہو سب مسلمان بنیان مرصوص کی طرح بن جائیں۔ ورنہ ہر اینٹ اپنی ذات میں ایک وحدت ہوتی ہے۔ جس طرح افراد کی صورت ہے ویسی ہی جماعتوں کی بھی صورت ہے۔ ایسا لئے کسی جماعت سے کہنا کہ وہ اپنی خصوصیات فوراً ترک کر دے۔ تاکہ وحدت ملت میں رخنہ اندازی نہ ہو محض ایک طفلانہ خیال ہے۔

افسوس ہے کہ صوفی نذیر احمد صاحب احمدیت کے تعلق میں ایسے ہی طفلانہ خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ ایک حالیہ مضمون میں جو صدق جدید میں شائع ہوا ہے آپ لکھتے ہیں

"صرف اسی ایک سوال پر اسلام کے کسی عالمگیر صحیح تصور کے قائم ہونے کا دارومدار ہے۔

(۱) ایک شخص کامل شرح صدر کے ساتھ دین کامل کے اس اسوۂ کاملہ کا اتباع کرتا ہے کہ جو اسوۂ کاملہ رسول کریمؐ کامل و مکمل کر کے چھوڑ گئے۔ مگر وہ مہدی و مسیح و مجدد کے ان تمام شخصی دعاوی کو ناقابل توجہ قرار دیتا ہے۔ کہ جو خلیفہ مہدی عباسی کے زمانہ سے آج تک سینکڑوں کی تعداد میں کئے گئے۔ اور زمانے کے ہاتھ نے انہیں مرور وقت کے ساتھ دفن کر دیا۔ وہ اسی سلسلہ میں مرزا صاحب کے دعاوی کو بھی درخور اعتنا نہیں جانتا۔

(۲) ایک دوسرا شخص ہے کہ جس کے سامنے دین کامل کے اسوۂ کاملہ کا وہ مفہوم ہی موجود نہیں۔ کہ جو شخص اول کے سامنے ہے۔ ویسے وہ مرزا صاحب کا مصدق تام ہے۔ جیسے عام طور پر مسلمان نماز روزے کی پابندی کرتے ہیں ویسے وہ بھی کرتا ہے۔ مگر مرزا صاحب کے تمام دعاوی کا غالی مصدق ہے۔ آپ کو ماننا ہوگا کہ قادیانی جماعت میں ایسے ہزاروں لوگ موجود ہیں۔

اب میرا سوال یہ ہے کہ صدر کے دو شخصوں میں سے صحیح معنے میں کون مسلمان اس لئے نجات کا مستحق ہے۔ اور کون" دنیا بامید قائم است" قسم کا مسلمان ہے؟ اگر پہلا شخص لاریب مومن و ناجی ہے۔ اور دوسرا محض ایک سوشل قسم کا مسلمان ہے۔ جس کی امید مغفرت تو ہو سکتی ہے۔ مگر اس کے ایمان پر حتمی فتوے دینا غلط ہے۔ اگر قادیانی جماعت کا یہی یقین و ایمان ہے تو پھر انہیں خارج از دین کہنے والے غلط ہیں۔ ہاں اگر یہی بات ہے تو پھر شادی بیاہ نماز جنازہ کے بارے میں آپ لوگوں کی طرف سے جو پابندیاں عائد کی گئی ہیں وہ یکسر نادرست ہیں اور اٹھا دینے کے قابل ہیں۔ تاکہ جماعت کے جذبہ تبلیغ کی راہ سے ناجائز روکاوٹیں دور ہو جائیں۔ اور اگر مدار ایمان و نجات یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب کے دعاوی کو اصولاً اور بنیادی طور پر مانتے ہوئے شعائر دین کی پابندی مدار نجات ہے مرزا صاحب کی تصدیق شخصی کے سوائے کوئی شخص ناجی نہیں ہو سکتا۔ نہ اس کا ایمان و اسلام درست ہے۔ تو پھر معاملہ جدا گانہ ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں قادیانی جماعت کا دینی انجام نہایت درجہ تاریک ہے۔ اس کی تقدیر ایک باطل خود مرکز فرقے کی تخلیق بھی اور کچھ نہیں۔"

(صدق جدید لکھنؤ ۶ جون)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صوفی صاحب نے احمدیت کا کبھی مطالعہ نہیں کیا۔ اور محض اپنی خام خیالیوں کی جولانیاں دکھانا چاہتے ہیں۔ ہم صوفی صاحب کی اطلاع کے لئے لکھتے ہیں کہ احمدیت کا موقف کیا ہے۔ سو معلوم ہو کہ ایک احمدی آپ ہی کے الفاظ میں "کامل شرح صدر کے ساتھ دین کامل کے اس اسوۂ کاملہ کا اتباع کرتا ہے۔ کہ جو اسوۂ رسول کریم کامل و مکمل کر کے چھوڑ گئے"

البتہ اس کے ساتھ ایک احمدی یہ بھی جانتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی جو مسیح موعود اور مہدی معہود کے متعلق قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کی ذات میں پوری ہو گئی ہے۔ ایک احمدی آپکو ایسا مسیح اور مہدی مانتا ہے جو خود بھی شرح صدر کے ساتھ دین کامل کے اس اسوہ کاملہ کا اتباع کرتا ہے۔ کہ جو اسوہ رسول کریم کامل بکمل کر کے چھوڑ گئے اور نہ صرف زبان سے بلکہ اپنے عمل سے اسی اسوہ کے اتباع کے لئے ساری دنیا کو دعوت دیتا ہے۔ ہمارے عقیدہ کے مطابق مسیح موعود کی اس سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں۔ کہ وہ اس دین کی تجدید و احیا کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ جو دین قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ تمام دنیا میں قرآن و سنت کے مطابق حکومت الہیہ قائم کرے اور اس طرح اسلام سے دور افتادہ اور اسلام سے ناواقف سب کو ایک مرکز پر جمع کرے۔ اور سب کو اسوۂ کاملہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مکمل اتباع پر قائم کرے "وحدت امت" کے حصول کا یہی طریق ہے جو سنت اللہ کے مطابق ہے باقی سب صوفی صاحب اور ان کی طرح سوچنے والے آزاد خیال لوگوں کی قیاس آرائیاں ہیں۔ یہ لوگ الہی مقرر کردہ پروگرام کے مقابلہ میں اپنے اپنے عقلی پروگرام پیش کرتے ہیں جو

(باقی صفحہ پر)

یوم مسیح موعودؑ کی تقریب پر جماعت احمدیہ لیگوس (مغربی افریقہ) کا جلسہ

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے شاندار کارناموں کا تذکرہ

(از مکرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب ایم۔ اے مقیم نائیجیریا)

(۲)

دوسری دعا وہ تھی جو آپ نے اپنے ایک دوست کے حق میں کی یہ دوست حضرت عطا محمد صاحب تھے۔ ان کی بھی دو بیویاں تھیں۔ انہوں نے حضرت صاحب سے درخواست کی وہ دعا کریں کہ ان کی بڑی بیوی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہو جو لمبی عمر والا۔ خوبصورت اور خوش قسمت ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کی اور کہا کہ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا

حضرت عطا محمد صاحب کی بڑی بیوی کو اس سے قبل تو امید تھی کہ شاید کوئی اولاد ہو جائے لیکن اس کے بعد اس نے اپنے خاوند کو کہا کہ اب تو میرے ہاں بچہ پیدا ہونا ناممکن ہو گیا ہے۔ کیونکہ اس پر بانجھ پن کے آثار پوری طرح نمایاں ہو گئے تھے۔ اور پھر ایک دن ایسا ہوا کہ انہیں پیٹ میں بچہ محسوس ہوا۔ پہلے تو انہوں نے اسے وہم خیال کیا لیکن بالآخر ڈاکٹر کے پاس جانا پڑا۔ ڈاکٹر نے معائنہ کرنے کے بعد بتایا کہ بظاہر رحم وغیرہ کی حالت ایسی ہے کہ اولاد ناممکن نظر آتی ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اس کے باوجود ان کے پیٹ میں بچہ محسوس ہو رہا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں لڑکا عطا کیا۔ جو فی الواقعہ خوبصورت اور خوش قسمت تھا۔

اس تقریر پر صدارتی ریمارکس میں مکرمی نسیم سیفی صاحب نے اپنے نانا جان مرحوم یعنی حضرت میاں فضل احمد صاحب ہرسیاں والوں کا واقعہ پیش کیا۔ آپ نے کہا کہ آپ گذشتہ مرتبہ جب چھٹی پر ربوہ گئے تو آپ کے نانا جان نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ بتا دیا کرتے تھے کہ کسی نے کب مرنا ہے۔ جب آپ واپس نائیجیریا آئے اور ان کی وفات کی خبر سنی اور ان کے حالات زندگی الفضل میں پڑھے جو ان کے لڑکے مکرم مولوی صالح محمد صاحب کی طرف سے بیان ہوئے تھے تو ان میں یہ واقعہ پڑھا کہ آپ کے نانا جان مرحوم کو ایک مرتبہ خواب میں بتایا گیا کہ انکی وفات کا وقت نزدیک ہے اس وقت ان کی عمر ۴۵ سال تھی۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آئے اور آپ کے سامنے خواب کا ذکر اور اپنے غم کا اظہار کیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو تسلی دلائی اور کہا کہ آپ فکر نہ کریں خدا تعالیٰ اسے دگنا بھی کر سکتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ کے نانا جان بزرگوار عین نوے سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

اس کے بعد جماعت کے سیکرٹری مال امام ادلوکوڈانا (Imam I. Olokodana) نے آپ کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے عنوان پر تقریر کی جس میں آپ کے الہامات "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا ....." "الیس اللہ بکاف عبدہ" اور سلطان ٹرکی کے بارہ میں پیشگوئیوں کا اور ان کے پورے ہونے کا ذکر کیا۔

اس کے بعد سیکرٹری تبلیغ ..... Alhaj Y. W. Folawiyo کی تقریر تھی۔ جس کا عنوان یہ تھا "حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذہبی دنیا میں کیا تبدیلیاں کیں" آپ نے اپنی تقریر کو دو عنوانات کے ماتحت تقسیم کیا ایک عقائد میں تبدیلی اور دوسرے اعمال میں تبدیلی۔ آپ نے تقریر کے دوران کہا کہ ایک سچے احمدی کو دیکھ کر ہی لوگ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا تبدیلی پیدا کی ہے اور بدعات کے استیصال کو آپ نے خاص طور پر بیان کیا۔

اس کے بعد مکرمی نسیم سیفی صاحب کے چھوٹے صاحبزادے محمد اقبال سیفی نے مسیح اوّل اور مسیح ثانی میں بیس مشابہتیں بیان کیں۔ جن کو بہت سراہا گیا۔

اس کے بعد خاکسار کی تقریر "حضرت مسیح موعود کے بارہ میں قبل از وقت پیشگوئیاں" کے عنوان پر تھی۔ خاکسار نے بائیبل قرآن مجید حدیث اور ائمہ اسلام کی کتب سے پیشگوئیاں بیان کیں۔ اور بتایا کہ ان کے علاوہ بے شمار لوگ احمدیت میں صرف اس بناء پر شامل ہوئے کہ ان کے آباؤ اجداد میں سے کسی نے اس بات کی وصیت کی تھی کہ عنقریب مہدی علیہ السلام ہندوستان میں نمودار ہونے والے ہیں۔

اور خاکسار نے اپنی والدہ محترمہ کے آباؤ اجداد کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ میری والدہ کے پڑدادا مرحوم نے اپنی اہل اولاد اور سارے کنبہ کو یہ وصیت کی تھی کہ انکی وفات کے بعد ایک شخص ہندوستان میں مہدی ہونیکا دعویٰ کریگا تم جب بھی اسکی آواز سنو اس کے پاس پہنچنا اور میرا اسلام پہنچانا۔ اور انکو قبول کرنا چنانچہ یہ سارا خاندان انکی وصیت کی بناء پر احمدیت میں شامل ہوا۔

بعد ازاں صدر محترم نے سلسلہ کی بعض کتب کا تعارف کرایا جن میں سے ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا عربی ترجمہ تھا دوسری حضرت ابراہیم صاحب بقاپوری کی کتاب Spiritual Experience تھی۔ اور تیسری کتاب Our Movement تھی جو مکرمی مولانا سیفی صاحب کی تصنیف ہے اور الیاس برنی کی کتاب کے ردّ میں لکھی گئی ہے۔ اور یہ اخبار ٹروتھ میں "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین متبع" کے عنوان سے شائع ہوئی تھی

جلسہ قادیان ۱۷، ۱۸ اور ۱۹ اکتوبر کو ہوگا

خواہشمند احباب جلد تر ویزا حاصل کریں

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اس سال قادیان کے مقدس سالانہ اجتماع کی تاریخیں ۱۷، ۱۸ و ۱۹ اکتوبر ۱۹۵۸ء مقرر ہوئی ہیں۔ اور چونکہ اب ویزا لینے والوں کو اپنے طور پر علیحدہ علیحدہ درخواستیں دینی پڑتی ہیں۔ اس لئے جن بھائیوں اور بہنوں کے پاس قادیان کے پاسپورٹ موجود ہوں یا وہ جلدی حاصل کر سکیں انہیں چاہیئے کہ بہت جلد اپنے پاسپورٹوں کی بناء پر ویزا حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ تا وقت پر مشکل نہ پیش آئے۔ یہ بھی یاد رکھا جائے کہ آئندہ ویزا لاہور کی بجائے کراچی کے ہندوستانی دفتر سے ملے گا۔

ہم نے قافلہ قادیان کے لئے حکومت سے دو سو اصحاب کی اجازت مانگی ہے مگر ظاہر ہے اگر یہ اجازت مل گئی تو پھر بھی اس قافلہ میں صرف وہی احباب شامل ہو سکیں گے جو وقت پر ویزا حاصل کر لیں گے جس میں کافی مشکل پیش آتی ہے اور کافی وقت بھی لگتا ہے۔

اس کے علاوہ جماعتی انتظام کے ماتحت قادیان جانے والوں کو دفتر حفاظت مرکز ربوہ سے بھی اجازت لینی ہوگی۔ جس کے لئے ہمارے دفتر میں فارم مقرر ہے۔ جو میرے دفتر سے منگوائے جا سکتے ہیں۔ ہمارے قادیان کے دوست کوشش کر رہے ہیں کہ اس دفعہ ویزا حاصل کرنے میں کچھ سہولت حاصل ہو جائے۔ والامر بید اللہ فقط والسلام

خاکسار مرزا بشیر احمد
دفتر حفاظت مرکز
ربوہ
مورخہ ۱۹ ۶/۵۸

حضرت مسیح ناصریؑ کی عزت کرنا سب کا فرض ہے

(از مکرم مولوی سید احمد علی صاحب مولوی فاضل مربی سلسلہ احمدیہ لائلپور)

ہم مسلمان قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق حضرت مسیحؑ کو بھی دوسرے نبیوں کی طرح خدا کا راستباز انسان اور معصوم نبی مانتے ہیں اور ان کی عزت کرنا اپنا فرض جانتے ہیں۔ مگر آپ کے منکر یہودی حضرت مسیحؑ کو جھوٹا اور لعنتی ثابت کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ کتاب مقدس میں لکھا ہے۔ کہ:۔

(الف) جھوٹا نبی یا خواب دیکھنے والا قتل کیا جائے گا۔ (استثنا $\frac{13}{5}$)

(ب) وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے۔ خدا کا ملعون ہے۔ (استثنا $\frac{21}{23}$)

ان عبارتوں کی وجہ سے یہود کا دعویٰ ہے کہ مسیحؑ صلیب کی لعنتی موت مرنے کی وجہ سے "کتاب مقدس" کے مطابق سچے نبی قرار نہیں دئے جا سکتے بلکہ وہ جھوٹے تھے مگر اسلام یہودیوں کو جھوٹا قرار دیتا۔ اور مسیح کی عزت قائم کرتے ہوئے یہ تعلیم دیتا ہے۔ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم۔ یعنی یہود نے مسیح کو نہ قتل کیا۔ اور نہ صلیب پر لٹکا کر مارا۔ بلکہ وہ ان کے لئے مقتول و مصلوب کے مشابہ بنا دیا گیا تھا۔" (قرآن کریم پ ۶ کوع $\frac{22}{2}$) اس لئے ہم تمام مسلمانوں کے تمام فرقوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیحؑ خدا کے سچے نبی تھے اور صلیب پر نہیں مرے تھے اور حضرت مسیحؑ کے صلیب پر نہ مرنے کے نمونتہً چند ثبوت یہ ہیں۔

پہلا ثبوت

حضرت مسیحؑ نے پیشگوئی کی تھی کہ:۔

"لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔ مگر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ جیسے یونس تین رات اور تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات اور تین دن زمین کے اندر رہے گا۔" (متی $\frac{12}{39-40}$)

اس کا یہی مطلب تھا کہ یونسؑ نبی کی طرح مسیحؑ پر موت کے اسباب جمع ہونگے مگر آپ کو موت سے بچا لیا" جائیگا۔ اب اگر مسیحؑ صلیب پر مرکر قبر میں رہیں تو یونس سے کوئی مشابہت ثابت ہی نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ آپ قبر میں تین دن اور تین راتیں نہیں رہے۔ اس لئے مسیحؑ کو لعنتی اور جھوٹا کہنے میں یہودیوں کی تائید ہوتی ہے۔ اور خدا کے پیارے نبی مسیح کی توہین ہے۔

دوسرا ثبوت

حضرت مسیحؑ نے واقعہ صلیب سے پیشتر صلیب کی اس لعنتی موت سے بچنے کے لئے نہایت گریہ زاری سے دعائیں کی تھیں۔ ان کا ذکر کر کے "عبرانیوں" میں لکھا ہے۔ کہ:۔

"اس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اسی سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب اس کی سنی گئی اور باوجود بیٹا ہونے کے اس نے دکھ اٹھا اٹھا کر فرمانبرداری سیکھی۔" (عبرانی $\frac{5}{7-8}$)

"یہ عبارت کتنی صاف ہے کہ مسیحؑ کی دعائیں سنی گئیں اس نے بیشک دکھ اٹھائے مگر صلیبی موت سے بچا لیا گیا۔ اور اگر مسیحؑ صلیب پر مر گیا تھا اور اس کی یہ "دعائیں" قبول نہیں ہوئیں۔ تو "مسیحؑ" کو "گنہگار" ماننا پڑے گا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ

(الف) "خداوند شریروں سے دور ہے پر وہ صادقوں کی دعا سنتا ہے" (امثال $\frac{15}{29}$)

(ب) "خدا گنہگاروں کی نہیں سنتا۔" (یوحنا $\frac{9}{31}$)

غرضیکہ مسیحؑ صلیب پر مرنے سے "لعنتی" اور "گنہگار" ثابت ہوتے ہیں۔ اور "عبرانیوں" کی یہ عبارت بھی غلط ٹھہرتی ہے اور اس سے حضرت مسیحؑ اور "کتاب مقدس" دونوں کی توہین ہے۔

تیسرا ثبوت

زبور باب ۱۳-۲۲-۳۴-۳۵-۶۹-۱۱۶ میں حضرت داؤد نبی کی پیشگوئیاں بتاتی ہیں کہ جب حضرت مسیحؑ پر موت کے اسباب جمع ہوں گے۔ تو وہ خدا سے دعائیں کریں گے اور خدا ان کو سنکر صلیب پر مرنے سے بچائے گا۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ کہ:۔

(الف) "وہ میرے کپڑے آپس میں بانٹتے ہیں۔ اور میرے لباس پر قرعہ ڈالتے ہیں۔ پھر تو اے خداوند دور مت رہ۔ اے میری توانائی جلد میری مدد کے لئے آ۔ میری جان کو تلوار سے بچا.... تو نے میری سُن کے بچایا ہے"

(زبور $\frac{22}{18-21}$)

(ب) "اے خدا تو مجھ کو بچا لے... میری سُن لے۔ مجھے کیچ سے نکال کہ میں نہ ڈوبوں...... جلدی سے میری جان کے پاس آ۔ اور اس کو چھڑا" (زبور $\frac{69}{1-14-18}$)

(ج) "موت کے دکھوں نے مجھ کو گھیرا۔ اور قبر کے دردوں نے مجھے پکڑا۔ میں دکھ اور غم میں گرفتار ہوا۔ تب میں نے خداوند کا نام لیا کہ اے خداوند مہربانی کر کے میری جان بچا لے...... میں عاجز ہو گیا تھا۔ اس نے مجھے بچا لیا..... تو نے مجھ کو مرنے سے اور میری آنکھوں کو آنسو بہانے سے اور میرے پاؤں کو پھسلنے سے بچایا... میں تیرا بندہ تیری لونڈی کا بیٹا تو نے میرے بندھن کھولے"۔

(زبور $\frac{116}{3-4-7-8-16}$)

"کتاب مقدس" کی ان تمام عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ اگر حضرت مسیحؑ کی موت صلیب پر واقع ہو جائے۔ تو وہ "جھوٹے" اور "لعنتی" قرار پاتے اور یہودی سچے ٹھہرتے ہیں۔ اور تمام نبیوں کی وہ پیشگوئیاں باطل ہو جاتی ہیں، جو بتاتی ہیں کہ "مسیحؑ دکھ اٹھائیگا" مگر صلیب پر مرنے سے بچا لیا جائے گا۔ جیسا کہ پطرس کا بھی بیان ہے۔ کہ:۔

"خدا نے سب نبیوں کی زبانی پیشتر خبر دی تھی۔ کہ اس کا مسیح دکھ اٹھائیگا"

(اعمال $\frac{3}{18}$)

عیسائی حضرات ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ مسیح کی صلیبی موت سے اُس بزرگ نبی کی توہین ہوتی ہے یا کہ عزت؟ اور جس عقیدہ سے خدا کے پیارے نبی حضرت مسیح ناصریؑ کو "جھوٹا" اور "لعنتی" ماننا پڑے۔ اور یہودی سچے قرار پائیں۔ کیا وہ عقیدہ "کتاب مقدس" کا عقیدہ ہو سکتا ہے؟

کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ عیسائی بھی ہم مسلمانوں کی طرح حضرت مسیحؑ کو خدا کا ایک پیارا انسان اور معصوم نبی مان لیں۔ اور ان کی صلیبی موت کے توہین آمیز اعتقاد کو چھوڑ دیں۔ کیونکہ لکھا ہے۔ کہ

"جو کوئی خدا کے روح کی ہدایت سے بولتا ہے۔ وہ نہیں کہتا۔ کہ یسوع (مسیحؑ) ملعون ہے"۔

(۱۔ کرنتی $\frac{12}{3}$)

مبارک ہیں وہ لوگ جو "کتاب مقدس" کی پیشکردہ ان باتوں کو قبول کر لیں۔

لاہور میں جلسہ یوم خلافت

مورخہ ۲۷ مئی ۵۵ء کو بعد نماز مغرب بصدارت چوہدری محمد اسد اللہ خاں صاحب منعقد ہوا تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد ڈاکٹر عبید اللہ صاحب صحابی نے اپنے چشم دید حالات بر موقعہ قیام خلافت اولیٰ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تجہیز و تکفین کے واقعات پُرنم آنکھوں اور رقت میں ڈوبی ہوئی آواز سے بیان کئے۔

ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب آف موگا کا لکھا ہوا مضمون، خلافت ثانیہ کے کارہائے نمایاں پر مشتمل ڈاکٹر صاحب موصوف کی علالت کی وجہ سے خاکسار نے پڑھ کر سنایا

شیخ عبد القادر صاحب مربی سلسلہ مقیم لاہور نے "خلافت کی اہمیت" پر عام فہم اور مؤثر تقریر کی۔

ڈاکٹر محمد عبد الحق صاحب ڈینٹل سرجن نائب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے اپنا مقالہ پڑھا۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام اور کام خلافت اولیٰ کا قیام۔ خلافت ثانیہ کے بابرکت ایام میں اشاعت اسلام و قرآن کا وسیع پروگرام اور اس کے مفید نتائج بیان فرمائے۔

خاکسار نے "خلافت علی منہاج نبوت" پر تقریر کی۔

مکرم چوہدری اسد اللہ خانصاحب صدر جلسہ نے اپنی صدارتی تقریر میں حضرت خلیفہ اولؓ کے ارشادات اخلافت احمدیہ کے متعلق پڑھ کر سنائے۔ بعد دعا جلسہ ختم ہوا۔

خاکسار بہادل شاہ
سیکرٹری اصلاح و ارشاد
جماعت احمدیہ
لاہور

اسلام میں آزادئ مذہب

(از پروفیسر محمد خلف اللہ (اسکندریہ یونیورسٹی مصر)

(نوٹ:۔ ضروری نہیں کہ ادارہ ہر امر میں مضمون نگار سے متفق ہو۔ ایڈیٹر)

یہ مقالہ اسلام میں آزادی مذہب کے دو پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے۔ اول تو یہ کہ مسلمان کو یہ آزادی حاصل ہو کہ وہ اپنے مذہب کے بارے میں غور و فکر کر سکے اور مذہبی احکامات و تصورات کو سمجھ سکے اور اس سلسلے میں سماج یا حکومت کی طرف سے کوئی مداخلت نہ کی جائے اور اس کے مذہبی خیالات کی بنا پر اسے ذاتی۔ مالی یا منصبی قسم کا کوئی خطرہ درپیش ہو۔

دوسری چیز اسلامی سماج میں بسنے والے غیر مسلموں کی آزادی ہے تاکہ وہ اپنے مذہب کے مطابق اپنی زندگی بسر کر سکیں۔ اور عبادت کی رسوم کو سرانجام دے سکیں اور اپنی مذہبی ہدایات کے مطابق امور زندگی کی تنظیم کر سکیں اور اس سلسلے میں نہ تو ان کے معاملات میں کوئی مداخلت کی جائے اور نہ ان کے معتقدات اور عبادت کے مقامات ہی کو کوئی نقصان پہنچے۔

سوال یہ ہے کہ آزادی کے ان دو پہلوؤں کے بارے میں اسلام کا نقطۂ نظر اختیار کیا تھا۔

دہریت کے خلاف بغاوت

اسلام بنیادی طور پر دہریت اور بت پرستی کے خلاف ایک بغاوت تھا۔ اس نے خدا کی وحدت پر اصرار کیا اور تمام الہامی مذاہب کی سچائی پر زور دیا۔ دوسرے الہامی مذاہب کے پیروکاروں کے بارے میں یہ چیز اسلامی نقطۂ نظر میں بنیادی شے کی حیثیت رکھتی ہے۔ قرآن مجید کا یہ ارشاد ہے کہ تم یہ کہو کہ ہم خدا پر یقین رکھتے ہیں اور اس کی طرف سے جو الہام ہم پر نازل ہوئے ہیں ان پر بھی یقین رکھتے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت اسحٰقؑ، حضرت یعقوبؑ اور ان کے قبائل اور حضرت عیسےٰؑ اور حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئے والے انعامات پر جو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو خدا تعالےٰ نے نازل کئے یقین رکھتے ہیں ہم ان میں سے کسی ایک کے بارے میں کوئی امتیاز نہیں کرتے اور ہم اسلام میں خدا تعالےٰ کے سامنے سر جھکاتے ہیں لہذا "اگر وہ ایسے ہی معتقدات رکھتے ہوں جیسے کہ تم۔ تو پھر وہ حقیقۃً صحیح راستے پر ہیں لیکن اگر وہ اس سے روگردانی کرتے ہیں تو وہی خسارے میں رہیں گے۔ لیکن اللہ تعالےٰ تمہیں ان کے مقابلے میں موزوں سمجھتا ہے اور اللہ تعالےٰ ہی سمیع و بصیر ہے۔

(۳ - ۸۴ - ۸۵)

آئیے ہم تاریخ پر ایک اچٹتی سی نگاہ ڈالیں اور یہ دیکھیں کہ اس اصول کو عمل میں کیسے لایا گیا۔

کفار مکہ کے ہاتھوں اذیتیں اٹھانے اور مصائب جھیلنے کے بعد مدینہ منورہ میں اہل ایمان کے ایک فرقے کی تنظیم کی گئی۔ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ پہنچ کر جو اقدامات کئے ان میں سے ایک اولین اقدام یہ کیا کہ مدینے کے تین بڑے فرقوں یعنی مہاجرین مکہ، انصار مدینہ اور یہودیوں کے درمیان ایک سمجھوتہ طے کرایا۔ ہمارے نقطۂ نظر سے یہ بات اہم ہے کہ اس حقیقت کو نمایاں کیا جائے کہ اسلام کے اس پہلے سیاسی معاہدے میں غیر مسلموں کی مذہبی آزادی کا صاف طور پر اور تاکیدی بیان تھا۔ اس کے بعد تاریخ اسلام جس میں فتوحات بھی ہیں۔ جنگیں اور صلح نامے بھی ہیں۔ اور بادشاہوں اور سلطنتوں کا قیام بھی ہے اس بات کا اظہار کرتی ہے کہ اسلام نے غیر مسلم شہریوں کی مذہبی آزادی کے بارے میں اپنی اس بنیادی پالیسی کو کیونکر نباہا ہے اس پالیسی کا بیان قرآن مجید کی ایک مشہور و معروف آیت میں ملتا ہے:

"کہہ دو اے اہل کتاب۔ آؤ ہم اور تم مشترکہ امور کو آپس میں طے کریں کہ ہم خدا کے سوا کسی کی پرستش نہیں کرتے۔ ہم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے اور ہم اپنے آپ میں سے خداؤں اور بتوں کی تعمیر نہیں کرتے سوائے اللہ کے۔ لیکن اگر وہ اس سے روگردانی کریں تو ان سے کہہ دو کہ اس بات کے گواہ رہو کہ کم از کم ہم ضرور مسلمان ہیں۔

(سورۃ ۳ - ۶۴)

ہمدردانہ سلوک

پیغمبر اسلام نے اپنے ہمسایہ حکمرانوں اور سرداروں کو جو مراسلتیں بھجوائیں ان میں سے اہم ترین نے اس آیت کو کلیدی اہمیت دی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان ہمدردی اور دوستی کے جذبات پیدا ہو گئے اور یہ چیز قرآن مجید کی بکثرت حوالے میں آنے والی آیت میں بھی محفوظ ہے اور بہت سے تاریخی واقعات کے طور پر بھی آیت قرآنی کا یہ ارشاد ہے "اہل ایمان سے سب سے زیادہ محبت کرنے والوں میں تمہیں ایسے لوگ ملیں گے جو یہ کہتے ہیں کہ ہم عیسائی ہیں او اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں ایسے لوگ ہیں جو علم کے حصول میں مگن ہیں اور ایسے لوگ ہیں جو تارک الدنیا ہیں اور جو درشت اور مغرور نہیں ہیں اور جب وہ پیغمبر اسلام کے الہام کو سنیں گے تو تم یہ دیکھو گے کہ ان کی آنکھوں میں آنسو ہوں گے کیونکہ وہ حقیقت کو پہچان سکتے ہیں اور وہ یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے خدا ہم ان باتوں پر یقین رکھتے ہیں اور ان کی صداقت کی گواہی دیتے ہیں"۔

(سورۃ ۳ - ۸۲ - ۸۳)

جہاں تک تاریخی واقعات کا تعلق ہے میں ان دو مثالوں کا حوالہ دینا چاہتا ہوں کہ حبشہ کے حکمران نجاشی نے مکے کے پہلے مسلمان مہاجروں کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا انہیں پناہ دی اور ان کے ساتھ بڑی مروت سے پیش آیا۔ اور جب نجران عیسائیوں کا ایک وفد مدینے میں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو انہوں نے مسجد میں اس کا استقبال کیا۔ اور اس مسجد ہی میں اس وفد نے اپنی عبادت کی رسوم ادا کیں۔

جب اسلام پھیلا اور بزنطین اور ایران کی سرحدوں میں اس کا اثر چھایا۔ تو مفتوحہ لوگوں کے بارے میں اسلامی حکمت عملی واضح کر دی گئی۔ یعنی اگر مفتوحہ لوگ ایمان لے آئیں تو ان کے حقوق و فرائض بالکل وہی ہوں گے جو دوسرے مسلمانوں کے ہوں گے اور اگر وہ اپنے مذہب پر قائم رہنا چاہیں تو اس کی بھی انہیں مکمل آزادی ہو گی۔ بشرطیکہ وہ ایک طرح کا دفاعی ٹیکس ادا کریں۔ جو سلطنت کی تنظیم اور اس کو برقرار رکھنے میں مدد دے۔ لیکن اگر وہ ان دونوں متبادل شرائط میں سے کسی ایک کو بھی منتخب نہ کریں۔ تو ذمیوں کو ریاست کا دشمن سمجھا جائے گا اسلام کے پھیلنے اور فتوحات کے دوران میں اس پالیسی پر مستقل مزاجی سے اور سرکاری طور پر عمل ہوتا رہا۔ اس سلسلے میں حضرت عمرؓ نے ساتویں صدی عیسوی میں جو دستاویز لکھی وہ بیحد تاریخی اہمیت رکھتی ہے اس دستاویز کے ذریعہ ایلیہ یروشلم کے لوگوں سے امن و سلامتی کا معاہدہ کیا گیا۔ اس دستاویز کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:۔

"اللہ کے نام پر جو غفور الرحیم ہے یہ معاہدہ حفاظت ہے جسے اللہ کا بندہ عمر اہل ایمان کے کمانڈر کی حیثیت سے ایلیہ یروشلم کے لوگوں کے ساتھ طے کرتا ہے۔ عمر ان لوگوں کو ان کی جان۔ مال۔ معبدوں۔ صلیبوں اور مریضوں اور صحت مندوں سب کی حفاظت کی ضمانت دیتا ہے۔ اور یہ کہ ان کے معبدوں پر نہ تو قبضہ کیا جائے گا اور نہ انہیں منہدم کیا جائے گا۔ اور نہ ان کی کوئی زمین ہی ان سے چھینی جائے گی۔ یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے احکام کی رو سے ہے۔ اس کے پیغمبر کے فرمان کی رو سے ہے اور پیشرو خلیفہ کے ارشاد کے مطابق ہے۔ اور یہ تمام اہل ایمان کے منشاء کے مطابق ہے۔ بشرطیکہ یروشلم کے لوگ ٹیکس ادا کرتے رہیں"۔

(عربی میں سیاسی دستاویزات کا مجموعہ مرتبہ حمید آبادی قاہرہ ۱۹۴۱ء)

دیگر شواہد

جب عربوں نے مصر کو فتح کیا۔ تو انہوں نے مصری عیسائیوں اور بازنطینیوں کے اختلافات کو رفع کیا۔ اور عبادت اور مذہبی فکر کی آزادی سب کے لئے برقرار رکھی انہوں نے بطریقی سربراہوں کو فرقہ وارانہ امور کے انتظامات سونپ دیئے اور بازنطینی وائسرائے کے دوران حکومت میں جو گرجے منہدم ہوئے تھے انہیں واپس کر دیا۔

یہی طرز عمل ہسپانیہ میں اختیار کیا گیا جہاں کے تمام مفتوحین شہریوں کو مکمل آزادی حاصل تھی۔ اس چیز کو واضح ثبوتوں کے ساتھ زمانۂ حال کے ایک عیسائی مصنف "ایڈم میٹس" نے اپنی تصنیف "چوتھی صدی ہجری میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ" میں بیان کیا ہے۔ اسی طرح سٹینلے لین پول نے اپنی تصنیف "ہسپانیہ میں عرب اقتدار کی داستان" اور سر تھامس آرنلڈ نے "اسلامی تعلیمات اور تبلیغات" میں ثابت کیا ہے۔ (باقی)

میٹرک کا امتحان دینے والے واقفین زندگی طلبہ

جملہ ایسے واقفین زندگی طلبہ جو اس سال میٹرک کا امتحان دے چکے ہیں فوری طور پر اپنے پتہ جات سے وکالت دیوان کو مطلع کریں (وکیل الدیوان)

یومِ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم — ۳۰ جون

احباب کرام یہ معلوم کرکے خوش ہوں گے کہ ۲۰ فروری کو "یوم مصلح موعود" اور ۲۳ مارچ کو "یوم مسیح موعود" اور ۲۷ مئی کو "یوم خلافت" منانے کے بعد ۳۰ جون کو "یوم سیرت النبیؐ" آرہا ہے۔ پس امراء اور صدر صاحبان جماعت احمدیہ کو "یوم سیرت النبی" کیلئے ۳۰ جون کا دن نوٹ کرلینا چاہیئے۔ اس دن حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کے شایاں جلسے منعقد کئے جائیں۔ جلسوں میں سیرۃ آنحضرت کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا جائے تاکہ اپنے اور بیگانے سب آنجنابؐ کی پاک سیرت اور اخلاق عالیہ سے واقف ہوجائیں۔

احباب کو معلوم ہے کہ "سیرۃ النبیؐ" کے جلسوں کی تحریک سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمائی تھی اور ربع صدی سے زیادہ عرصہ گذر رہا ہے کہ ہر سال کامیابی سے یہ دن منایا جارہا ہے۔ اس لئے امسال بھی یہ دن ۳۰ جون کو شان سے منایا جائے۔ رپورٹیں مرکز میں بھجوائی جائیں۔

ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد

ضروری اعلان

جو صاحب تحقیق کے لئے ربوہ آئیں یا بیرونی جماعتوں کے دوست انہیں ربوہ بھجوائیں وہ مقامی جماعتوں کے امیر یا سیکرٹری کا رقعہ لے کر آئیں تاکہ ان کے حالات سمجھنے میں مرکز کو کسی قسم کی دقت نہ ہو۔

ناظر اصلاح وارشاد ربوہ

چندہ مقامی تعلیم واصلاح

محترم چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب نے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی اجازت سے جلسہ سالانہ ۱۹۵۵ء کے موقعہ پر مقامی تعلیم واصلاح کے لئے ایک اہم تحریک فرمائی تھی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ایسے مخیر دوست آگے آئیں۔ جو تین سال تک کم از کم پچیس روپے ماہوار یا تین سو روپیہ سالانہ اس غرض کے لئے خاص چندہ دیں۔ اس تحریک میں بہت سے احباب نے وعدے کئے تھے۔ لیکن بعض احباب نے ابھی تک اپنی موعودہ رقوم ادا نہیں کیں۔ ان سے التماس ہے کہ براہ مہربانی جلد ادائیگی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ جن احباب کو اللہ تعالےٰ نے مالی فراخی عطا کی ہوئی ہے۔ لیکن وہ ابھی تک اس کارخیر میں شامل نہیں ہوئے۔ ان تمام احباب سے التماس ہے کہ وہ اس نہایت ہی مفید تحریک میں شامل ہوکر ثواب دارین حاصل کریں۔ وعدوں کی اطلاع نظارت بیت المال یا نظارت اصلاح وارشاد کو بھجوائی جائے۔ اور تمام رقوم جناب افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ کو بھجوائی جائیں۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

احمدیہ انٹر کالجیئٹ ایسوسی ایشن ملتان کا ماہانہ اجلاس

نئے انتخابات کے بعد احمدیہ انٹر کالجیئٹ ایسوسی ایشن ملتان کا دوسرا ماہانہ اجلاس زیر صدارت جناب ملک عمر علی صاحب کھوکھر رئیس ملتان منعقد ہوا۔

اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے کیا گیا جو کہ شریف احمد صاحب اشرف نے فرمائی۔ اس کے بعد جنرل سیکرٹری (راقم الحروف) نے سابق اجلاس کی کارروائی کی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ پریذیڈنٹ صاحب ایسوسی ایشن نے تقریر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ احمدی نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو خدمت دین کے اسی جذبہ سے سرشار کریں جس سے کہ اسلام کے آغاز کے زمانہ میں نوجوان رنگین تھے اسی ضمن میں آپ نے جنگ بدر کا واقعہ بیان فرمایا۔

اس کے بعد صدر اجلاس جناب ملک عمر علی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں ممبران ایسوسی ایشن سے خطاب فرمایا۔ انہوں نے اپنے قبول احمدیت کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے بتایا کہ محض احمدی ہم جماعتوں کے دینی ذوق وشوق کی وجہ سے وہ احمدیت کی طرف راغب ہوئے۔ اور پھر آہستہ آہستہ ان کے شکوک رفع ہوتے گئے چنانچہ خدا تعالیٰ نے انہیں قبول احمدیت کی توفیق عطا فرمائی۔ اسی طرح اگر احمدی نوجوان اپنے دوستوں میں تبلیغ کریں تو دور رس اہمیت کے حامل نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے دعا کرائی اور اجلاس بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

(محبوب ثانی ملک جنرل سیکرٹری)

قائدین خدام الاحمدیہ ——— دیہاتی مجالس

قائدین خدام الاحمدیہ دیہاتی مجالس کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اکثر مجالس نادہندہ چلی آرہی ہیں۔ میرے نزدیک اس کی اصل یہ وجہ نہیں کہ ان کی مالی حالت کمزور ہے۔ بلکہ اس کی بناء خدام الاحمدیہ کی اہمیت سے عدم واقفیت ہے۔ ورنہ خدام الاحمدیہ کے چندہ جات کی شرح اتنی قلیل ہے کہ اگر وہ باقاعدگی سے روزانہ مٹھی بھر آٹا بھی الگ رکھنا شروع کر دیں تو خدام الاحمدیہ کے جملہ چندوں کی ادائیگی نہایت آسانی سے کر سکتے ہیں۔

(مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

درخواست ہائے دعا

برادرم منیر احمد خان صاحب پسر خان عبدالکریم خان صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈائرکٹر ایجوکیشن کراچی نے امسال الیکٹریکل انجنیئرنگ ڈیپارٹمنٹ کا فائینل امتحان دیا ہے۔ آپ ایک مخلص احمدی نوجوان ہیں۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے ہیں۔ احباب ان کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

(مرزا محمد لطیف مربی سلسلہ احمدیہ
احمدیہ ہال۔ میگزین لین۔ کراچی ۳)

۲۔ بندہ کا لڑکا عزیز محمد اشرف بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہے احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو اپنے فضل وکرم سے کلی طور پر جلدی صحت عطا فرماوے آمین۔

(محمد عبداللہ پٹواری)

۳۔ ایک ماہ سے میرا چھوٹا بچہ راشد احمد میعادی بخار میں شدید طور سے مبتلا ہے۔ نہایت کمزور ہوچکا ہے۔ احباب بچے کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔

(محمد یعقوب بھاگپوری)

تصحیح

اعلان بعنوان "مصیبت زدگان بستی رنداں ضلع ڈیرہ غازیخاں کی امداد" جو کہ تیس مئی ۱۹۵۸ء کے الفضل میں شائع ہوا ہے اس میں سہواً ایک غلطی ہوگئی ہے۔ غالباً لیٹر المین جو اس سلسلہ میں لاہور کی مجلس خدام الاحمدیہ نے بھیجا تھا وہ انتالیس گز نہیں بلکہ حقیقتاً اکسٹھ گز چار گرہ تھا۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

(مہتمم خدمت خلق خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

سوویٹ روس کی مسلم آبادی

قطعیت کے ساتھ یہ کہنا مشکل ہے کہ اس وقت روس میں کتنے مسلمان بستے ہیں۔ سب سے پہلے ۱۹۱۲ء میں مسلمانوں کی تعداد معلوم کرنے کی منظم کوشش کی گئی۔ اور اس وقت کا تخمینہ ایک کروڑ ۲۲ لاکھ ۲۷ ہزار بہتر ہے لیکن یہ تعداد بھی مکمل نہیں۔ اس لئے کہ جب کبھی مسلمانوں کی مردم شماری کی گئی یا ان کے اداروں کی تعداد معلوم کرنے کی سعی کی گئی۔ تو بیشتر مسلمان تعاون سے احتراز کرتے رہے

۱۹۱۷ء میں زارشاہی کا خاتمہ ہوا مسلم رہنماؤں کا دعوےٰ یہ تھا کہ روس میں تین کروڑ مسلمان بستے ہیں۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۵۵ء کو سری نگر کشمیر میں ہندوستانی عوام کے ایک مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے نکیتا خروشیف نے بڑے فخر سے یہ اعلان کیا کہ روس میں ڈیڑھ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ لیکن جس طرح روس کے عیسائیوں کی صحیح تعداد اور حکومت کی طرف سے فراہم کردہ تعداد میں فرق ہے۔ اسی طرح روس میں مسلمانوں کی آبادی خروشیف کے بیان کردہ اعداد و شمار سے کہیں زیادہ ہے اور ایک عام اندازے کے مطابق تین کروڑ سے تجاوز کرتی ہے۔ ان میں سے مسلمانوں کی اکثریت سوویٹ وسطی ایشیا (سابقہ ترکستان) اور کاکیشیا میں رہتی ہے اس طرح مسلمان سوویٹ یونین کی جملہ آبادی کا ۱۲ تا ۱۵ فیصد ہیں۔ اور غیر اسلامی اقلیتوں میں مسلمانوں کی اقلیت سب سے بڑی ہے

مذہبی جماعت بندی کے نقطہ نظر سے سوویٹ مسلمان دوسری جنگ عظیم کے بعد یا کم سے کم ۱۹۴۸ء سے چار تنظیمی کونسلوں میں منقسم ہیں جن میں سے ہر کونسل کا سربراہ ایک مفتی ہے یعنی (۱) یورپی روس اور سائبیریا (۲) وسطی ایشیا (۳) ماورائے کاکیشیا اور (۴) داغستان اور شمالی کاکیشیا باکو کے شیعہ ایک شیخ الاسلام کے تحت ہیں۔

یکم مئی ۱۹۱۸ء یعنی بالشویک حکومت کے قیام کے چند ماہ کے اندر اندر سوویٹ کی پانچویں کل ترکستان کانگرس نے سابقہ روسی ترکستان کو ایک خود مختار سوویٹ سوشلسٹ جمہوریہ (ٹی۔ اے۔ ایس۔ ایس۔ آر) قرار دیا سوویٹ حکمرانی کے خلاف مسلمان رہنماؤں کی شدید مقاومت نے سوویٹ حکومت کو اس امر پر مجبور کیا کہ ٹی اے ایس ایس کو متعدد جداگانہ جمہوریتوں میں بانٹ کر مخالف قوتوں کو کمزور کر دیا جائے

سوویٹ مشرق وسطیٰ کی تقسیم کا کام اگست ۱۹۲۱ء میں شروع ہوا اور اس کے ساتھ ہی زبردست پروپیگنڈا مہم آغاز کر دی گئی کہ قومی اور لسانی بنیادوں پر آزاد جمہوریتوں کے قیام کی از حد ضرورت ہے اور سوویٹ روس نے اس مہم کو قومی استخلاص کی مہم قرار دیا۔ اس پروپیگنڈا کے اثرات جس کا مقصد مسلمانوں کو کمزور کرنا تھا جمہوریہ ازبکستان کے بعد ظاہر ہونے لگے۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۴ء کو تاشقند میں مسلمانوں کے مذہبی رہنماؤں کے ایک اجلاس میں مشرق کے تمام مسلمانوں کے نام حسب ذیل اپیل جاری کی۔

"مسلمانو! ذرا سوویٹ جمہوریت پر نظر ڈالو جہاں بہت سے آزاد مسلمان بستے ہیں سامراجیوں کے خلاف جنہوں نے سینکڑوں برس تک مقامی آبادی کی ترقی کا راستہ روک رکھا تھا۔ سوویٹ حکومت پوری طرح مسلم عوام کی فلاح و ——— ترقی میں ممد و معاون ثابت ہو رہی ہے۔ پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو۔ "لڑاؤ اور حکومت کرو"

کی یہ سوویٹ پالیسی جس پر آج بھی عمل کیا جا رہا ہے کم سے کم دو گنا مقاصد کی تکمیل کرتی تھی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے اس پالیسی نے اسلامی اتحاد کو کمزور اور منقسم کر دیا جو سوویٹ وسط ایشیا کے مسلمانوں کو متحدہ کرنے والا واحد عنصر تھا۔ اس کی وجہ سے روس کو بیرونی ممالک میں اپنے پراپیگنڈا کے لئے بھی ایک نیا ہتھیار ہاتھ آگیا جہاں عرب ممالک غیر منقسم ہندوستان اور انڈونیشیا کے مسلمان محکوم اور انگلستان اور فرانس اور ہالینڈ کی سامراجیت کا شکار تھے۔

آج سوویٹ روس میں چھ نام نہاد مسلم جمہوریتیں ہیں آذربائیجان (دارالسلطنت باکو) ازبکستان (دارالسلطنت تاشقند) قزاقستان (دارالسلطنت الماآتا) ترکمانستان (دارالسلطنت عاشق آباد) تاجکستان (دارالسلطنت ستالن آباد) اور کرغیزیہ (دارالسلطنت فرنزے) چار اور خود مختار علاقے کریمیا۔ انگش چیچین اور بالکر کی ۴۴-۱۹۴۳ء میں تحلیل عمل میں لائی گئی۔ گو ۱۱ فروری ۱۹۵۷ء کو حکومت روس نے یہ اعلان کیا کہ ان علاقوں کے تارکین وطن کو اپنے وطن لوٹنے کی اجازت دی جائے گی۔ کریمیائی تاتاروں کا کوئی ذکر نہیں .... کیا گیا نہ ان علاقوں کو دوبارہ خود مختار بنانے کی طرف ہی کوئی قدم اٹھایا گیا۔

برسر اقتدار آنے کے کچھ عرصہ بعد سوویٹ حکومت نے یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی کہ بالشویک انقلاب در اصل مشرق کے مسلمانوں کی نجات ہے۔ چنانچہ ۷ دسمبر ۱۹۱۷ء کو کونسل آف پیپلز نے روس اور مشرق کے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ انقلاب کی حمایت کریں اور ساتھ ہی انہیں یہ یقین دلایا کہ ان کے عقائد اور رسوم ہر صورت میں محفوظ رہیں گے۔ سوویٹ رہنماؤں نے خود اپنی مسلم رعایا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ اس انقلاب میں خدا کا ہاتھ کام کر رہا ہے بعض سادہ لوح مسلمانوں نے تو یہ دعویٰ شروع کر دیا کہ سوویٹ حکومت قرآن اور شریعت کے اصولوں پر قائم کی جائے گی۔ سوویٹ حکومت نے انقلاب کے بعد مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے کئی تگ و دو کیں۔ مثلاً خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی کے ہاتھ سے لکھے ہوئے قرآن مجید کا وہ نسخہ جو ایک پبلک لائبریری میں تھا پیٹرو گراڈ میں مؤتمر اسلامی کو بطور تحفہ پیش کیا۔ زار کے عہد میں مسلمانوں کی جو قیمتی دستاویزات اور دینی مخطوطات ضبط کر لی گئی تھیں وہ وسط ایشیا اور کاکیشیا کے مسلمانوں کو واپس کر دی گئیں۔ اور برگ میں بانشکارواں سرائے کی مسجد اور قازان میں سیملی مینار یہ دونوں تاریخی عمارتیں بھی مسلمانوں کو لوٹا دی گئیں۔

سوویٹ مسلمانوں کے ساتھ دوستی اور مودت کا یہ مظاہرہ بالکل عارضی ثابت ہوا انقلابی سودا اس وقت آیا جبکہ ۱۹۲۰ء میں باکو کانگرس تیسری انٹرنیشنل کے زیر اہتمام منعقد کی گئی۔ اس کانگرس کے صدر گریگوری زینو وف نے اپنی تقریر میں نہ صرف اسلام پر بڑے شدید حملے کئے بلکہ ترکیہ کو بھی خوب رگیدا۔ اس لئے کہ روس یہ چاہتا تھا کہ ترکیہ کو اپنا آلہ کار بنا کر مشرق قریب اور مشرق وسطیٰ کے مسلمانوں پر رفتہ رفتہ غالب آ سکے۔

مشرق کے مسلمانوں کے لئے جو باکو منشور جاری کیا گیا تھا اس کے ذریعہ دنیا کے تمام مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا گیا تھا کہ وہ اسلام کے سبز ہلالی پرچم کی جگہ انقلاب کا سرخ پرچم لہرایا کریں۔ اسلام کی جگہ مسٹر ن کو دیدیں اور اپنے پیغمبر کی پاک تعلیمات کی جگہ لینن کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں اس سے صاف ظاہر تھا کہ کمیونزم کے اسلحہ خانہ میں اسلام کے استیصال کے لئے کیا کیا حربے تھے لیکن نہ اندرون روس کے مسلمان اس دام تزویر میں پھنسے نہ غیر ممالک کے مسلمان اس پروپیگنڈے سے متاثر ہوئے۔

روس کی اسلام دشمنی جو روس کی پوری تاریخ میں ایک سرخ لکیر کی طرح دوڑتی نظر آتی ہے اور جو جنگ صلیب و ہلال کی یاد تازہ کرتی ہے کاکیشیا اور وسط ایشیا میں روس کے برسر اقتدار آنے کے بعد پھر عود کر آئی۔ مسلمانوں کے مذہبی رہنماؤں اور خود مسلم آبادی کی شدید مقاومت روس کی مسلم دوستی اور عدم مداخلت کے دعووں کی تکذیب کرنے لگی۔ اسلام پر حملوں کا روپ اور رنگ ڈھنگ بدلتا رہا لیکن اسلام دشمنی کی حقیقت اپنی جگہ قائم رہی اور آج بھی روس میں اسلام۔ سامراجیت اور جاگیرداری نظام کے قیام کا دوسرا نام ہے

روس میں اوقاف کی تمام املاک ضبط کر لی گئیں چھبیس ہزار مساجد کی ۹۰ فیصد بند کر دی گئیں۔ پردے کی فرسودہ رسم ترک کر دینے پر مسلمان خواتین کو مجبور کیا گیا۔ عربی رسم الخط کی جگہ روسی رسم الخط کو ترجیح دی گئی اور عربی کی جگہ روسی زبان سیکھنا لازمی قرار دیا گیا۔

سوویٹ پروپیگنڈا بازوں نے اسلام کو مسخ کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ روسی مسلمانوں کی تاریخ نئے سرے سے لکھنی شروع کی۔ ماضی کے ہیرو (جیسے شامل کو جو مریدی تحریک کا بانی تھا) غدار اور اسلام کا دشمن قرار دیتے تھے اور جو اصلی غدار اور اسلام دشمن تھے انہیں مسلم عوام کا محسن قرار دیا گیا

۱۹۵۳ء تک روس کے مسلم علاقے چند مستثنیات کے ساتھ بیرونی دنیا بالخصوص مغربی دنیا کے لئے ممنوع قرار دئے گئے۔ ان حالات میں صحت کے ساتھ تخمینہ لگانا مشکل ہے کہ سوویٹ کے مخالف اسلام پروگرام کے کیا نتائج برآمد ہوئے۔ البتہ سوویٹ پریس میں "ذاتی تنقید" سے سوویٹ کہانیوں اور ڈرامہ کے مندرجات سے اور دوسری جنگ عظیم میں ان علاقوں سے بھاگے ہوئے مسلم پناہ گزینوں سے جمع کردہ معلومات سے بعض امور کا پتہ چلا ہے سب سے پہلے تو یہ بات واضح ہے کہ شہری علاقوں میں اسلامی تارکان وطن اور مسلمانوں کے مابین شادی بیاہ کے بہت سے رشتے ہوئے۔ اجتماعیت صنعتی ترقی اور خانہ بدوش زندگی کے ساتھ ساتھ مسلم علاقوں کی طرز زندگی اور بود و باش میں نمایاں تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ ایک نازق اہل قلم عابدین مصطفےٰ (جن کے بارے میں حال ہی میں یہ خبر آئی ہے کہ وہ تطہیر کا حلف جادئیے گئے) کے لکھے ہوئے ایک ناول "کروز پنچی" میں مسلمانوں کے رسوم اور مذہبی احکام بالخصوص خورد و نوش کے آداب کی کھلی خلاف ورزیوں کا انکشاف کیا گیا ہے مسلمان ہر رنگ تک پیغمبر اسلام کے بتائے ہوئے پانچ ارکان دین کی کھلے بندوں خلاف ورزی کر کے سوروں کی افزائش نسل کرتے ہیں۔ لحم خنزیر کھاتے ہیں اور باقاعدہ شراب نوشی کرتے ہیں۔

(نوائے وقت ۱۷ جون ۱۹۵۸ء)

دعوتِ ولیمہ

مورخہ ۱۲ر جون ۱۹۵۸ء بروز جمعہ مکرم جناب مبارک احمد صاحب ساقی سابق مبلغ نائیجیریا مغربی افریقہ کی دعوتِ ولیمہ ہوئی جس میں بعض بزرگانِ سلسلہ اور تحریک جدید کے وکلاء حضرات شریک ہوئے ۔ آپ کا نکاح مورخہ ۱۱ جون ۵۸ء کو انگلستان کی نو مسلم خاتون محترمہ سڈنی میری پیرٹ کے ہمراہ مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے مسجد مبارک ربوہ میں پڑھا تھا ۔ اور مورخہ ۱۹ر جون ۵۸ء کو تقریب رخصتانہ عمل میں آئی تھی ۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر طرح خیر و برکت اور یمن و سعادت کا موجب بنائے اور اسلام احمدیت کے حق میں اس کے نیک ثمرات ظاہر ہوں ۔ آمین اللّٰھم آمین

مجلس انصار سلطان القلم کے اجلاس کی کارروائی

ربوہ ۔ مورخہ ۱۹ جون ۵۸ء چھ بجے شام کمیٹی روم تحریک جدید میں مجلس انصار سلطان القلم کا اجلاس مکرم جناب روشن دین صاحب تنویر ایڈیٹر الفضل کی زیرِ صدارت منعقد ہوا ۔ اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی جو راؤ ن احمد انور صاحب انڈونیشین نے کی ۔ بعد ازاں محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ نے "حمورابی دنیا کا پہلا آئینی شہنشاہ" کے موضوع پر ایک نہایت قیمتی معلوماتی مقالہ پڑھا ۔ جس میں آپ نے مسیح علیہ السلام سے دو ہزار سال قبل کے زمانے میں بابل کے اموری خاندان کے چھٹے بادشاہ حمورابی کے حالات پر اختصار لیکن جامعیت کے ساتھ روشنی ڈالی اور اس کی مشہورہ آفاق آئینی اصلاحات کا کسی قدر تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ۔ مقالہ خاصہ دلچسپ اور معلوماتی تھا ۔ اور بہت توجہ سے سنا گیا ۔

مقالہ کے اختتام پر محترم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور خارجہ نے حمورابی کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ وہ ایک خدا ترس اور موحد بادشاہ تھا ۔ آخر میں جناب اسمٰعیل خالد صاحب نے مصلح الدین صاحب راجیکی کا تازہ کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا ۔ یہ اجلاس اجتماعی دعا پر اختتام پذیر ہوا ۔ جو مکرم سید ولی اللہ شاہ صاحب نے کرائی ۔

نہری تنازعہ سلجھانے کیلئے پاکستان نے اپنے نئے منصوبہ کو آخری شکل دیدی

چیف انجینئروں کی رپورٹ منظور کر لی گئی

لاہور ۲۳ جون ۔ بھارت سے نہری پانی کا تنازعہ سلجھانے کے لئے پاکستان نے اپنے نئے منصوبہ کو آج ایک اجلاس میں آخری شکل دیدی ۔ پاکستانی ماہرین کے اس اجلاس کی صدارت واٹر اینڈ پاور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مغربی پاکستان کے چیئرمین مسٹر جی احمد نے کی ۔ نئے منصوبہ پر مرکزی اور صوبائی انجینئروں میں بات چیت گذشتہ ایک ہفتہ سے جاری تھی ۔ نئے منصوبہ کے ٹیکنیکل پہلوؤں اور دوسرے متعلقہ امور پر غور کرنے کے لئے چیف انجینئروں کی جو سب کمیٹی قائم کی گئی تھی اس نے آج صبح کے مکمل اجلاس میں اپنی قطعی رپورٹ پیش کی ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور مختصر سی بحث کے بعد یہ رپورٹ منظور کر لی گئی ۔ مسٹر جی معین الدین اور ڈیویلپمنٹ سیکرٹری مسٹر غلام اسحٰق بھی اجلاس میں شامل ہوئے مسٹر جی معین الدین عالمی بنک اور بھارت سے نہری تنازعہ پر بات چیت کرنے والے پاکستانی وفد کے لیڈر ہیں ۔

ولادت

مکرم چوہدری محمد شریف صاحب مینیجر الفضل کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۲ جون ۵۸ء کو بچی عطا فرمائی ہے ۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بچی کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور اسے اپنے فضل سے خادمہ دین بنائے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے ۔ آمین

ضروری اعلان

یوم سیرۃ النبی صلعم کا التواء

نظارت اصلاح و ارشاد کی طرف سے اعلان ہو رہا ہے کہ جماعتہائے احمدیہ ۳۰ر جون کو "یوم سیرۃ النبی صلعم" منائیں ۔ اس اعلان پر بعض جماعتوں اور احباب کی طرف سے چٹھیاں موصول ہوئی ہیں کہ اتوار کا دن ایسے جلسوں کے لئے زیادہ موزوں ہے ۔ آجکل گرمی بھی شدت کی پڑ رہی ہے ۔ اسلئے تاریخ بڑھا دی جائے اور اتوار کا دن مقرر کیا جائے ۔ تاکہ احباب آسانی سے جلسوں میں شمولیت کر سکیں ۔ اندریں حالات ۳۰ر جون کو جلسہ ہائے یوم سیرۃ النبی صلعم کو ملتوی کیا جاتا ہے ۔ آئندہ "یوم سیرۃ النبی صلعم" ۷ر ستمبر بروز اتوار منایا جائے ۔ احباب جماعت ہائے نوٹ فرمالیں ۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد)

لیڈر، از صفحہ ۲

کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے ۔

ہمارے نزدیک جن دو شخصوں کی مثال احراری صاحب نے دی ہے ایسے دونوں شخص امتِ محمدیہ میں ضرور داخل ہیں لیکن دونوں ہی قرآن و سنت کے کچھ حصہ پر یقین رکھتے ہیں اور کچھ حصہ پر نہیں رکھتے اسلئے دونوں کا اسلام خام ہے البتہ نجات اخروی کا تعلق اللہ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ ہے ۔ ہم اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے ۔ جہاں تک ظاہر کا تعلق ہے دونوں کے ساتھ مسلمانوں کا سا ہی سلوک کیا جانا چاہیئے ۔ کیونکہ یہ چیز بھی "وحدتِ امت" کو تقویت پہنچاتی ہے ۔ اس کی خلاف ورزی امت کو پارہ پارہ کرتی ہے ۔ اسلئے ہمارے نزدیک یہی تیسرا شخص جس کو احمدی کہا جاتا ہے ، صحیح معنوں میں مسلمان کہلانے کا حقدار ہے ۔ وہی آج بقول علامہ اقبال اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ ہے ۔

محکمات اور متشابہات والی آیات (آل عمران ۵ تا ۹) کا مطالعہ فرمایئے اور دیکھئے کہ راسخون فی العلم وہی ہیں جو محکمات اور متشابہات دونوں کے منجانب اللہ ہونے پر ایمان رکھتے ہیں ۔ اسلئے محض محکمات پر ایمان کافی نہیں ہے اور نہ متشابہات پر تنازعات کرنے والے پورے مسلمان ہیں ۔ پورے مسلمان وہی ہیں جو دونوں پر ایمان رکھتے ہیں ۔ قرآن کریم و احادیث رسول اللہ میں جو پیشگوئیاں ہیں وہ متشابہات میں داخل ہیں ۔ ان کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہوتا ہے لیکن جب وہ پوری ہو جاتی ہیں تو متشابہات سے نکل کر محکمات کے زمرہ میں آجاتی ہیں ۔ اسلئے احمدی ہی راسخون فی العلم ہیں ۔ نہ کہ آپ کے مفروضہ اول و دوم اشخاص میں سے کوئی ایک ۔ احمدی کا صحیح موقف ہم نے مختصراً بیان کر دیا ہے ۔ اس سے آپ کے تمام مفروضات غلط ثابت ہو جاتے ہیں +

درخواستِ دعا

ضیاء الاسلام پریس ربوہ کے عملہ کے اکثر کارکن بوجہ بخار بیمار ہیں جسکی وجہ سے پریس کے کام پر بہت اثر پڑ رہا ہے ۔ لہٰذا احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ خداوند کریم جملہ کارکنان کو صحت عطا فرمائے تا سلسلہ کے کام میں حرج واقع نہ ہو ۔

(خاکسار عبدالرحمٰن مشین مین ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴